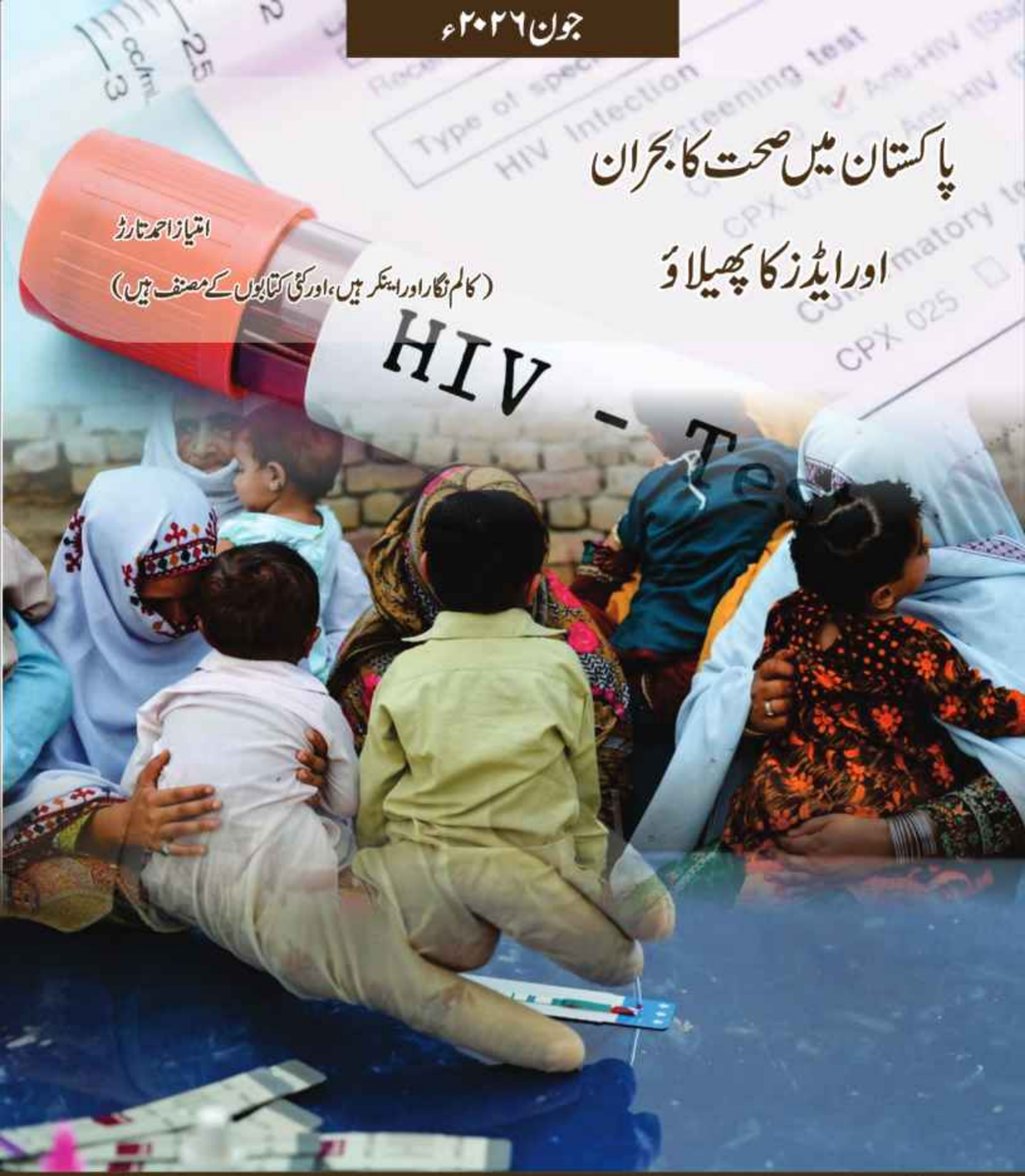
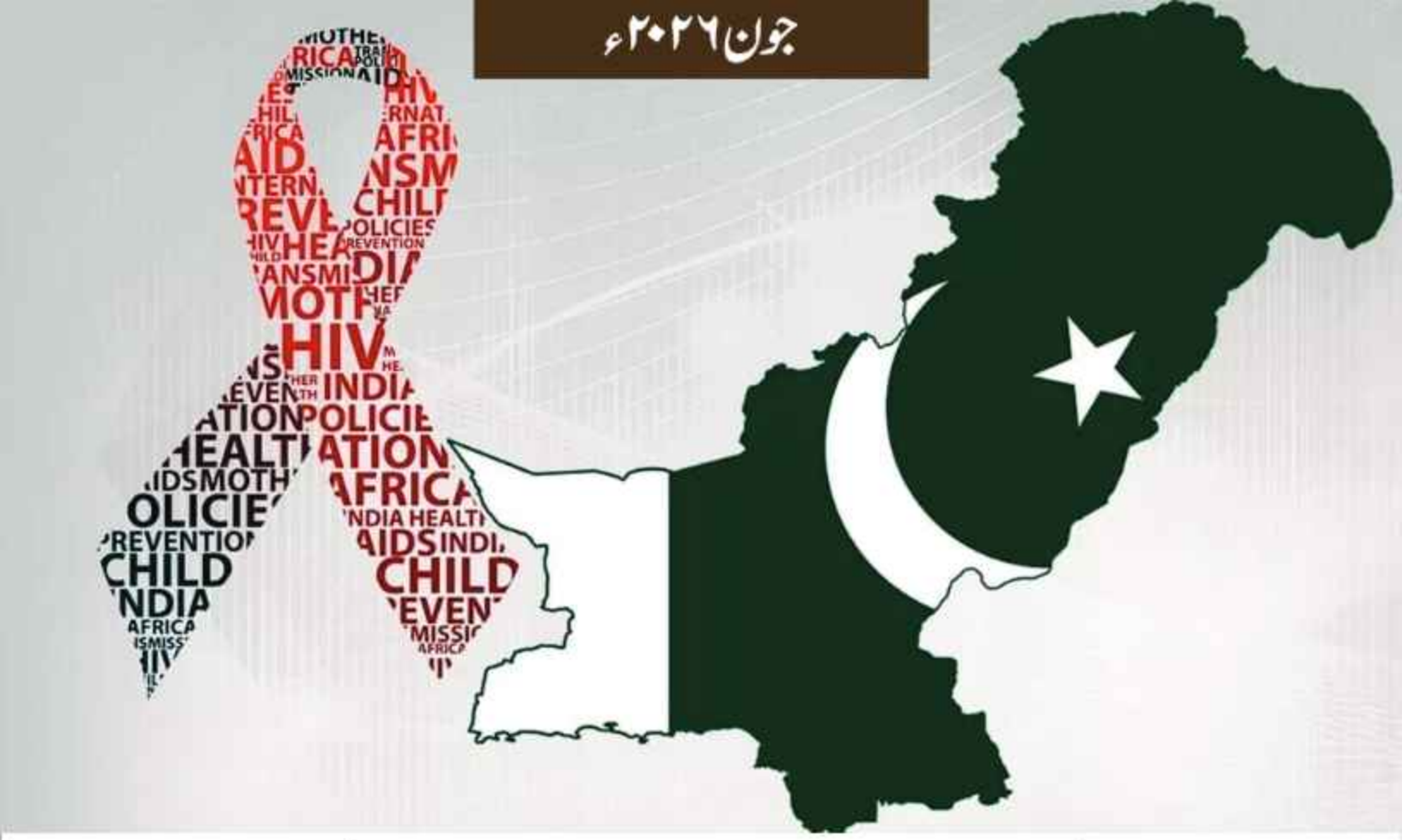
پاکستان میں صحت کا بحران

اور ایڈز کا پھیلاؤ

امتیاز احمد تارڑ

(کالم نگار اور اینکر ہیں، اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں)





انسانی صحت کسی بھی دولت، منصب یا طاقت سے زیادہ اہم ہے۔ اگر جسم اور ذہن صحت مند نہ ہوں تو زندگی کے باقی تمام پہلو اپنی معنویت کھو دیتے ہیں۔ ایک صحت مند انسان ہی معاشرے کی ترقی، معیشت کی مضبوطی اور خاندان کی خوشحالی میں کردار ادا کر سکتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں صحت کا شعبہ مسلسل دباؤ اور بحران کا شکار ہے۔

اسی بحران کے سائے میں ایڈز (AIDS/ HIV) جیسی خطرناک بیماری بھی آہستہ آہستہ پھیل رہی ہے۔ ایڈز کوئی اچانک پیدا ہونے والی بیماری نہیں بلکہ انسانی جسم میں موجود ایک وائرس (HIV) کے باعث پیدا ہونے والی حالت ہے، جو مدافعتی نظام کو کمزور کر دیتی ہے۔ جب جسم کا دفاعی نظام کمزور ہو جائے تو انسان عام بیماریوں کا بھی آسان شکار بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایڈز کو دنیا بھر میں ایک سنجیدہ طبی اور سماجی مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔

پاکستان میں ایڈز کی صورتحال:

پاکستان میں ایڈز کی صورتحال محض چند اسپتالوں یا رپورٹ شدہ کیسز تک محدود نہیں رہی بلکہ یہ ایک وسیع، پیچیدہ اور مسلسل بڑھتا ہوا صحت عامہ کا مسئلہ بن چکی ہے۔ ملک میں ایچ آئی وی کے پھیلاؤ کی اصل تصویر وہ نہیں جو سرکاری اعداد و شمار میں نظر آتی ہے، بلکہ اصل صورتحال اس سے کہیں زیادہ سنگین ہو سکتی ہے، کیونکہ بڑی تعداد میں کیسز یا تو رپورٹ ہی نہیں ہوتے یا پھر بروقت تشخیص کے بغیر ہی خاموشی سے آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ اس صورتحال کی پہلی بڑی وجہ آگاہی کی شدید کمی ہے۔ پاکستان کے ایک بڑے حصے میں عوام اب بھی ایچ آئی وی اور ایڈز

کے بنیادی فرق سے ناواقف ہیں۔ بہت سے لوگ اسے ایک ایسی بیماری سمجھتے ہیں جو صرف مخصوص گروہوں تک محدود ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وائرس کسی بھی شخص کو متاثر کرسکتا ہے اگر احتیاطی تدابیر نظرانداز کی جائیں۔ علامات کے بارے میں لاعلمی ایک اور بڑا مسئلہ ہے۔

ابتدائی مراحل میں یہ بیماری واضح علامات ظاہر نہیں کرتی، جس کی وجہ سے متاثرہ شخص برسوں تک بغیر علم کے دوسروں تک وائرس منتقل کرتا رہتا ہے۔ دوسرا اہم پہلو سماجی خوف اور بدنامی ہے، جو اس مسئلے کو مزید پیچیدہ بنا دیتا ہے۔ پاکستان جیسے معاشرے میں ایچ آئی وی کو اب بھی ایک "شرمناک" بیماری سمجھا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں متاثرہ افراد کھل کر ٹیسٹ کروانے یا علاج حاصل کرنے سے گھبراتے ہیں۔ یہ سماجی دباؤ مریض کو خاموشی کی طرف دھکیل دیتا ہے، یہی خاموشی بیماری کے پھیلاؤ کو مزید تیز کرتی ہے۔ بہت سے لوگ اس خوف سے کہ کہیں ان کی شناخت ظاہر نہ ہو جائے، ہسپتال جانے یا ٹیسٹنگ سینٹرز سے بھی دور رہتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ایک بڑا مسئلہ صحت کے نظام میں تشخیص کی محدود سہولیات ہیں، خاص طور پر دیہی اور کم ترقی یافتہ علاقوں میں۔ اگرچہ بڑے شہروں میں کچھ ٹیسٹنگ مراکز موجود ہیں، لیکن چھوٹے شہروں اور دیہات میں یہ سہولیات یا تو ناکافی ہیں یا بالکل موجود نہیں۔ اس وجہ سے بہت سے مریض کبھی تشخیص ہی نہیں ہو پاتے اور بیماری خاموشی سے آگے بڑھتی رہتی ہے۔ مزید یہ کہ ملک میں غیر معیاری طبی طریقہ کار بھی اس مسئلے کو بڑھانے میں کردار ادا کر رہا ہے۔ بعض علاقوں میں غیر تربیت یافتہ عملہ، غیر محفوظ انجیکشن کا استعمال، اور خون کی مکمل جانچ کے بغیر منتقلی جیسے عوامل وائرس کے پھیلاؤ کا سبب بن سکتے ہیں۔ یہ وہ خاموش خطرات ہیں جو اکثر نظرانداز ہو جاتے ہیں لیکن ان کا اثر مجموعی صورتحال پر بہت گہرا ہوتا ہے۔ اعداد و شمار کا مسئلہ بھی اپنی جگہ اہم ہے۔

سرکاری طور پر جو کیسز رپورٹ ہوتے ہیں وہ صرف ایک جزوی تصویر پیش کرتے ہیں، جبکہ اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوسکتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بہت سے لوگ نہ ٹیسٹ کرواتے ہیں اور نہ ہی رجسٹر ہوتے ہیں، جس سے ایک "چھپی ہوئی وبا" جیسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں ایڈز کی صورتحال یہ واضح کرتی ہے کہ مسئلہ صرف بیماری کا نہیں بلکہ آگاہی، سماجی رویوں، صحت کے نظام اور بروقت تشخیص کی کمی کا مجموعہ ہے۔ جب تک یہ تمام پہلو ایک ساتھ بہتر نہیں کیے جاتے، اس بیماری پر مکمل قابو پانا مشکل رہے گا۔

ایڈز کیسے پھیلتا ہے؟

ایڈز کا وائرس ایک انسان سے دوسرے انسان میں مخصوص طریقوں سے منتقل ہوتا ہے۔ یہ وائرس عام میل جول، ہاتھ ملانے، ساتھ بیٹھنے، کھانے پینے یا ہوا کے ذریعے نہیں پھیلتا۔ اس کے بنیادی طریقے درج ذیل ہیں:

غیر محفوظ خون کی منتقلی:

اگر کسی متاثرہ شخص کا خون بغیر جانچ کے دوسرے شخص کو دیا جائے تو وائرس منتقل ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محفوظ بلڈ بینک کا نظام انتہائی ضروری ہے۔

غیر محفوظ طبی آلات کا استعمال:

اگر انجیکشن سرنج، آپریشن کے آلات یا دیگر طبی اوزار جراثیم سے پاک نہ ہوں اور ایک سے زیادہ افراد پر استعمال کیے جائیں تو وائرس پھیلنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

منشیات کا غیر محفوظ انجیکشن استعمال:



نشہ آور ادویات کے عادی افراد اگر ایک ہی سرنج کا اشتراک کریں تو وائرس تیزی سے ایک شخص سے دوسرے میں منتقل ہوسکتا ہے۔

ماں سے بچے میں منتقلی:

حاملہ خاتون اگر HIV سے متاثر ہو تو یہ وائرس دورانِ حمل، زچگی یا دودھ پلانے کے ذریعے بچے میں منتقل ہوسکتا ہے۔

غیر محفوظ جنسی تعلقات:

یہ دنیا بھر میں وائرس کے پھیلاؤ کا ایک بڑا ذریعہ ہے، خاص طور پر جب حفاظتی تدابیر اختیار نہ کی جائیں۔

ایڈز کی وجوہات: پاکستان میں ایڈز کے پھیلاؤ کی وجوہات صرف طبی نہیں بلکہ سماجی اور انتظامی بھی ہیں۔ ان میں درج ذیل عوامل شامل ہیں،

صحت کے نظام میں کمزور نگرانی، غیر معیاری بلڈ بینکس دیہی علاقوں میں طبی سہولیات کی کمی غیر تربیت یافتہ طبی عملہ،

آگاہی کی کمی اور غلط معلومات، منشیات کے استعمال میں اضافہ، سماجی بدنامی اور خوف، یہ تمام عوامل مل کر ایک ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں، جہاں بیماری خاموشی سے پھیلتی رہتی ہے۔

معاشرتی مسئلہ اور خاموشی کا خطرہ:

ایڈز صرف ایک طبی مسئلہ نہیں بلکہ ایک سماجی چیلنج بھی ہے۔ ہمارے معاشرے میں اس بیماری کو لے کر شدید غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ متاثرہ افراد کو اکثر نفرت یا تنہائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ رویہ نہ صرف ان افراد کی زندگی مشکل بناتا ہے بلکہ بیماری کے پھیلاؤ کو بھی بڑھاتا ہے، کیونکہ لوگ شرمندگی کے باعث ٹیسٹ یا علاج سے دور رہتے ہیں۔ اصل مسئلہ بیماری نہیں بلکہ اس کے گرد موجود خاموشی اور خوف ہے۔

حکومت پاکستان کے اقدامات:

حکومت پاکستان نے ایچ آئی وی/ایڈز کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے مختلف سطحوں پر اقدامات کیے ہیں۔ اگرچہ ان میں بہتری کی گنجائش موجود ہے، لیکن کچھ اہم اقدامات درج ذیل ہیں:

نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام (NACP):

یہ پروگرام ملک بھر میں ایچ آئی وی کی نگرانی، علاج اور آگاہی کے لیے کام کر رہا ہے۔

اسکریننگ مراکز کا قیام: بڑے شہروں میں ایچ آئی وی ٹیسٹنگ اور مشاورت کے مراکز قائم کیے گئے ہیں، جہاں مفت یا کم قیمت ٹیسٹ فراہم کیے جاتے ہیں۔

بلڈ بینک ریگولیشنز:

خون کی منتقلی سے پہلے ٹیسٹنگ کو لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ وائرس کے پھیلاؤ کو روکا جا سکے۔

آگاہی مہمات:

پاکستان میں ایچ آئی وی/ایڈز کے خلاف سب سے اہم اور مؤثر حکمت عملیوں میں آگاہی مہمات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے صرف علاج کافی نہیں ہوتا، بلکہ عوام کے رویے، سوچ اور معلومات میں تبدیلی لانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اسی مقصد کے لیے ریڈیو، ٹی وی اور سوشل میڈیا کو بطور بڑے پلیٹ فارم استعمال کیا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک درست معلومات پہنچائی جا سکیں۔

ریڈیو کے ذریعے خاص طور پر دیہی اور دور دراز علاقوں میں رہنے والے افراد تک رسائی ممکن ہوتی ہے، جہاں انٹرنیٹ یا ٹی وی کی سہولت محدود ہوتی ہے۔ ریڈیو پروگرامز، اشتہارات اور صحت سے متعلق خصوصی نشریات میں ایچ آئی وی کے پھیلاؤ کے طریقے، اس کی علامات اور احتیاطی تدابیر کو آسان زبان میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عام لوگ بغیر کسی پیچیدگی کے اس بیماری کو سمجھ سکیں اور غلط فہمیوں

سے بچ سکیں۔ ٹیلی ویژن کو بھی ایک طاقتور ذریعہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ بڑے پیمانے پر عوام تک پہنچتا ہے۔ مختلف چینلز پر چلنے والے آگاہی اشتہارات، ٹاک شوز اور ڈاکیومنٹریز کے ذریعے ایچ آئی وی کے بارے میں شعور اجاگر کیا جاتا ہے۔ ان پروگراموں میں ڈاکٹرز، ماہرین صحت اور بعض اوقات متاثرہ افراد کو بھی شامل کیا جاتا ہے تاکہ حقیقت پر مبنی معلومات سامنے آسکیں اور معاشرتی خوف کم کیا جاسکے۔



سوشل میڈیا نے اس مہم کو ایک نیا اور زیادہ وسیع دائرہ دیا ہے۔ فیس بک، یوٹیوب، انسٹاگرام اور دیگر پلیٹ فارمز پر مختصر ویڈیوز، انفارمیشن پوسٹس اور لائیو سیشنز کے ذریعے نوجوان نسل کو ہدف بنایا جاتا ہے۔ چونکہ نوجوان طبقہ ان پلیٹ فارمز پر زیادہ فعال ہے، اس لیے انہیں محفوظ رویوں، ٹیسٹنگ کی اہمیت اور غلط معلومات سے بچنے کے بارے میں براہ راست آگاہ کیا جاتا ہے۔

ان مہمات کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ایچ آئی وی کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ بہت سے لوگ اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بیماری عام میل جول یا ساتھ بیٹھنے سے پھیل سکتی ہے، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اس غلط سوچ کو ختم کرنا ہی اصل کامیابی ہے، کیونکہ یہی خوف لوگوں کو ٹیسٹ اور علاج سے دور رکھتا ہے۔

مزید یہ کہ ان آگاہی مہمات کے ذریعے لوگوں کو محفوظ طبی طریقہ کار، خون کی جانچ کی اہمیت اور انجیکشن کے محفوظ استعمال کے بارے میں بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ بعض مہمات میں متاثرہ افراد کی کہانیاں بھی شامل کی جاتی ہیں تاکہ انسانی پہلو سامنے آئے اور معاشرہ اس مسئلے کو

سنجیدگی سے لے۔ مختصر یہ کہ ریڈیو، ٹی وی اور سوشل میڈیا پر چلنے والی آگاہی مہمات پاکستان میں ایچ آئی وی کے خلاف جنگ کا ایک بنیادی ستون ہیں، جو نہ صرف معلومات فراہم کرتی ہیں بلکہ معاشرتی رویوں کو بھی آہستہ آہستہ تبدیل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

این جی اوز کے ساتھ تعاون:

پاکستان میں ایچ آئی وی/ایڈز کے خلاف جنگ میں غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) ایک اہم کردار ادا کر رہی ہیں، خاص طور پر وہاں جہاں سرکاری نظام کی رسائی یا سہولت محدود ہے۔ یہ تنظیمیں حکومت کے ساتھ مل کر نہ صرف علاج کی سہولت فراہم کرتی ہیں بلکہ متاثرہ افراد کی رہنمائی، نفسیاتی مدد اور سماجی تحفظ کے لیے بھی کام کرتی ہیں۔ این جی اوز کا ایک بڑا کام مشاورت (counseling) ہے۔ ایچ آئی وی سے متاثر افراد اکثر ذہنی دباؤ، خوف اور سماجی تنہائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں تربیت یافتہ کونسلرز انہیں بیماری کو سمجھنے، علاج کی پابندی کرنے اور معمول کی زندگی جاری رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ مشاورت صرف مریض تک محدود نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات ان کے خاندانوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے تاکہ گھریلو سطح پر سپورٹ سسٹم مضبوط ہو سکے۔

حساس گروہوں پر توجہ:

منشیات کے عادی افراد اور زیادہ خطرے والے طبقات کے لیے خصوصی پروگرام شروع کیے گئے ہیں تاکہ بیماری کے پھیلاؤ کو کم کیا جا سکے۔ درپیش چیلنجز ان اقدامات کے باوجود کئی بڑے مسائل موجود ہیں: دیہی علاقوں تک سہولیات کی محدود رسائی ٹیسٹنگ سے جڑا سماجی خوف، علاج کے مراکز کی کمی، مستقل فنڈنگ کا مسئلہ، عوامی سطح پر آگاہی کی کم سطح، یہ چیلنجز اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ صرف پالیسی کافی نہیں، بلکہ اس پر مکمل عملدرآمد بھی ضروری ہے۔

ایڈز کے خلاف جنگ صرف حکومت یا ڈاکٹروں کی نہیں بلکہ پورے معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ سب سے پہلے آگاہی کو فروغ دینا ہوگا۔ لوگوں کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ یہ بیماری چھونے، ساتھ بیٹھنے یا عام میل جول سے نہیں پھیلتی۔ اس غلط فہمی کو ختم کیے بغیر بیماری کے پھیلاؤ کو روکنا ممکن نہیں۔

دوسرا قدم محفوظ طبی نظام ہے۔ ہر ہسپتال، کلینک اور بلڈ بینک میں سخت معیار پر عملدرآمد لازمی ہونا چاہیے۔ تیسرا قدم منشیات کے استعمال کے خلاف مؤثر حکمت عملی ہے کیونکہ یہ ایک بڑا پھیلاؤ کا ذریعہ ہے۔ پاکستان میں صحت کا بحران صرف ایڈز تک محدود نہیں، مگر ایچ آئی وی اس بحران کی ایک واضح علامت ہے۔ اگر ہم نے احتیاط، آگاہی اور مضبوط صحتی نظام کو ترجیح نہ دی تو چھوٹے مسائل بڑے بحران میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ ایڈز کا مقابلہ صرف دوا سے نہیں بلکہ شعور، ذمہ داری اور اجتماعی رویے سے ہوتا ہے۔ جب تک معاشرہ اس بیماری کو نفرت کے بجائے حقیقت کے طور پر قبول نہیں کرے گا، تب تک اس پر مکمل قابو پانا مشکل رہے گا۔